عطاءِ ربّانی

ملفوظات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال نمبر ۲ کراچی

عطاءِ ربّانی

ملفوظات عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

زمیں میری ہو جیسے آسماں میں

کہاں پھرتے ہو فکر اینج آں میں
کبھی آؤ تو بزم دوستاں میں

اگر ہے برق و باراں اس جہاں میں
کرو فریاد اپنے آشیاں میں

مزہ پاتے ہو کیوں اس کے بیاں میں
کوئی تو بات ہے دردِ نہاں میں

مزہ پایا جو صحرا کی فضا میں
نہیں پایا مزہ وہ گلستاں میں

وہ ظاہر ہو گیا اس کی زباں میں
اثر پنہاں تھا جو زخم نہاں میں

نہیں پایا چراغ راہِ منزل
مگر بس عاشقوں کی داستاں میں

عطائے خالق دونوں جہاں ہے
اثر پاتے ہو جو میرے بیاں میں

رہے لپٹا گلوں کے دامنوں سے
اگرچہ خار ہے وہ گلستاں میں

سُنا تو سب نے میری داستاں کو
اثر پایا نگاہِ دوستاں میں

نہ پوچھو لذتِ فریاد سجدہ
زمیں میری ہو جیسے آسماں میں

کوئی پوچھے یہ جا کر باغباں سے
گذرتی ہے تری کیسے خزاں میں

اگر ہے ربط خلاقِ چمن سے
تو اخترؔ گل لیے ہو گا خزاں میں

✱-✱-✱

فہرست

عنوان	صفحہ
عرض مرتب	۱
ہجرت کی فرضیت سے صحبت کی اہمیت پر عجیب استدلال	۳
سزائے ناقدری نعمت اور عطاء قدر نعمت	۳
شیطانی پیچ	۵
سائنس کی بے کسی	۶
غلبہ روحانیت اور اس کا طریقہ	۷
تکمیل محبت	۱۰
حفاظت نظر کے دو درجے	۱۰
تاثیر حسن	۱۲
روشنی میں فاصلے نہیں ہوتے	۱۳
بدنظری کے گیارہ نقصانات	۱۴
چراغ سے چراغ جلتے ہیں	۲۱
عالم منزل اور بالغ منزل	۲۲
علم و عمل کی قبولیت کے شرائط	۲۳
قابل اور مقبول	۲۳
نفس کے پانچ اقسام	۲۳
(۱) نفس امارہ	۲۳
(۲) نفس لوامہ	۲۳
(۳) نفس مطمئنہ	۲۶

صفحہ	عنوان
۲۸	(۴) نفس راضیہ
۲۸	(۵) نفس مرضیہ
۲۹	شہادت کے رموز و اسرار
۳۳	وطن اور سفر کا ایک مکمل نسخہ
۳۳	ترک گناہ کی بے چینی گناہ کے سکون سے افضل ہے
۳۳	حیات ایمانی کی علامت
۳۵	ہنسنا اور رونا — کبھی عبادت اور کبھی جرم
۳۵	عظیم الشان خزانہ وارد قلبی از عالم غیب
۳۸	صحبت اور کتاب کے متعلق ایک الہامی علم عظیم
۳۹	عشق ہے نام نامرادی کا
۴۱	طریقہ ذکر نفی و اثبات
۴۵	ذکر اسم ذات کا طریقہ
۴۶	تازیانہ عبرت
۴۷	نفس کا غم روح کی خوشی کا سبب ہے
۴۸	چہرہ ترجمان دل ہوتا ہے
۴۹	اصلی پیری مریدی اور حقیقت تصوف
۵۱	خام مال
۵۲	عارضی چراغ سے ایک دائمی چراغ جلالیجیے
۵۳	خیانت صدر پر خیانت عین کی تقدیم کے اسرار
۵۳	آیت فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کے لطائف عجیبہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرض مرتب

پیش نظر رسالہ عطاء ربانی سیدی و مولائی عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے گرانقدر ملفوظات الہامی علوم و معارف قرآن و حدیث کے عاشقانہ لطائف اور سلوک و تصوف کے نہایت باریک ولطیف مسائل کا بیش بہا خزانہ ہے۔ حضرت والا کا ایک ایک ملفوظ خصوصاً سالکین طریق کے لئے جو عاشقانہ مزاج رکھتے ہیں مثل آب حیات کے ہے جس کے ہر گھونٹ میں ایک حیات نو عطا ہوتی ہے، مردہ دلوں کو ایک نیا دل اور مردہ روحوں کو ایک نئی روح ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ صرف آسان بلکہ لذیذ تر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ارشادات تفکر اور ذہنی کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ واردات غیبیہ اور الہام من اللہ ہے۔ اسی کے متعلق حضرت والا کا یہ شعر ہے۔

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اترتی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو جس باطنی حلاوت اور لذت قرب سے مشرف فرمایا ہے اس کو مجھ جیسا کور باطن کیا جان سکتا ہے البتہ حضرت والا کے

درد انگیز الفاظ و چشم اشکبار و آہ فغاں محبت کے اس آتش فشاں کے ترجمان ہیں جو حضرت والا کے سینہ مبارک میں پوشیدہ ہے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص فرمایا ہے ۔ اور جو اُمّت میں خال خال اولیاء کو عطا ہوا ۔ اور یہ وہ درد ہے جو چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا ۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

اطال اللہ حیاتہ و بقاءہ و ادام اللہ فیوضہ و انوارہ آمین

آج مورخہ ۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۹۸ء بروز چہار شنبہ عطاء ربانی کا یہ مجموعہ طباعت کے لئے دیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اُمّت مسلمہ کو اس سے قیامت تک مستفید فرمائیں اور حضرت اقدس دامت برکاتہم اور جملہ معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں ۔

احقر سید عشرت جمیل ملقب بہ میر

یکے از خدام

حضرت اقدس عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال (۲) کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عطاءِ ربانی

ہجرت کی فرضیت سے صحبت کی اہمیت پر عجیب استدلال

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۹۸ء بروز جمعہ
بوقت ساڑھے بارہ بجے دوپہر مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

ارشاد فرمایا کہ اگر گھر کی اہمیت صحبت سے زیادہ ہوتی تو ہجرت کا حکم نازل نہ ہوتا اور ہجرت کا حکم صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ کو حکم ہوگیا کہ اے اصحاب رسول جہاں میرا نبی جارہا ہے تم لوگ بھی ساتھ جاؤ۔ تم میرے شہر بلد امین کو چھوڑ دو، میرے گھر کو چھوڑ دو، کعبۃ اللہ میں ایک لاکھ کے ثواب کو چھوڑ دو، آب زمزم کو چھوڑ دو، میرے نبی کے ساتھ جاؤ۔ اللہ تمہیں بیت اللہ سے نہیں ملے گا صحبت رسول اللہ سے ملے گا۔ مکہ میں تمہیں بیت اللہ ملے گا، میرے نبی سے تمہیں اللہ ملے گا۔ اسی لئے مکہ شریف فتح ہونے کے بعد بھی اجازت نہیں ملی کہ میرے نبی کو چھوڑ کر تم اپنے وطن واپس آجاؤ۔

اس سے اللہ والوں کی قیمت اور صحبت کی اہمیت کا اندازہ کیجئے۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ آج بھی اللہ اللہ والوں سے ملتا ہے۔ جو شخص ساری زندگی عبادت

ریاضت کرے لیکن اگر اللہ والوں سے تعلق قائم نہیں کرے گا تو اللہ کو پا نہیں سکتا۔ ثواب مل جانا اور بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے وہ تعلق خاص اور محبت و معرفت اور نسبت مع اللہ جو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے اہل اللہ سے مستغنی رہنے والا ہرگز نہیں پا سکتا۔

سزائے ناقدری نعمت اور عطاءِ قدر نعمت

ارشاد فرمایا کہ ایک مضمون اللہ تعالیٰ نے مجھے جنوبی افریقہ میں عطا فرمایا جو میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ مکہ شریف میں کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقدری کی، آپ کو حقیر سمجھا، آپ کی محبت و عزت نہیں کی۔ اس ناشکری نعمت پر اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے چھین لیا اور مدینہ کے لوگ عاشق تھے اور جان و مال سے فدا تھے تو ناقدروں اور محروموں سے چھین کر مدینہ کے عاشقوں کو اپنا رسول دے دیا۔ یہ ہے قیمت اہل محبت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی پرواہ نہیں کی، اپنے شہر بلد امین کی پرواہ نہیں کی، آبِ زمزم کی پرواہ نہیں کی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدردانوں کی یہ قدر کی کہ ہجرت کو فرض کر دیا اور یہ اختیاری مضمون نہیں تھا کہ اے نبی آپ اور آپ کے صحابہ چاہیں تو مدینہ چلے جائیں چاہیں تو یہیں رہیں۔ نہیں یہ لازمی مضمون تھا۔ اہل مدینہ کی محبت کا حق یہی ہے کہ ہجرت کو فرض کر دیا تاکہ ساری زندگی آپ ان کے درمیان رہیں اور آپ کا مرنا جینا انہیں کے ساتھ ہو۔

اس پر جو علم عظیم اللہ تعالیٰ نے مجھے جنوبی افریقہ میں عطا فرمایا وہ یہ ہے کہ جس بستی کے لوگ کسی اللہ والے کی قدر نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان

نالائقوں سے اس اللہ والے کو اٹھالیں گے اور ایسی بستی میں پہنچادیں گے جہاں اس کے قدر داں ہوں گے اور وہاں اس کا فیض عام ہوگا- وہ بستی والے بھی مستفید ہوں گے اور جو دین کا کام وہاں ہوگا وہ ان کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ ہوگا-

شیطانی بیج

ارشاد فرمایا کہ وطنیت اور عصبیت کا بیج شیطانی بیج ہے -اس سے جو درخت پیدا ہوں گے وہ شیطانی درخت ہوں گے رحمانی درخت نہیں ہوسکتے لہٰذا عصبیت سے پناہ مانگو- جب مکہ شریف فتح ہوگیا تو حجۃ الوداع پر مکہ شریف کے بعض نومسلموں کو ان کی تالیف قلب کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں زیادہ دے دیں- فوراً شیطان انسان کی شکل میں آیا اور کہا کہ دیکھا نبی نے وطن کی محبت میں وطن کے نوجوانوں کو انصار سے زیادہ دے دیا- بعض کے دل میں وسوسے گذر گئے- نعوذ باللہ ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض تھوڑی پیدا ہوا تھا- ایک وسوسہ گذر گیا جو غیر اختیاری ہوتا ہے اسی لئے وسوسہ آنا خلاف ایمان نہیں ہے- لیکن شیطان کی اس چال سے آپ کو بذریعہ وحی مطلع کیا گیا اور آپ خطبہ دینے کے لئے اونٹنی پر سوار ہوئے اور فرمایا اے انصار مدینہ شیطان تمہارے دل میں وسوسہ ڈال رہا ہے کہ میں نے مکہ کے نومسلم جوانوں کو زیادہ دیا ہے- تو یاد رکھو میں نے قرآن پاک کے حکم پر عمل کیا ہے کہ نومسلموں کی تالیف قلب کرو لہٰذا ان کا دل خوش کرنے کے لئے میں نے ان کو کچھ اونٹ اور بکریاں زیادہ دے دی ہیں لیکن ابھی جب حج ختم ہوگا

اور یہ نوجوان مکہ واپس ہوں گے تو اپنے ساتھ کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں لے کر جائیں گے اور تم جب مدینے لوٹو گے تو اپنے ساتھ خدا کے رسول کو لے کر جاؤ گے۔ بتاؤ تم زیادہ خوش قسمت ہو یا مکہ کے یہ نو مسلم زیادہ خوش قسمت ہیں۔ بتاؤ ان اونٹ اور بکریوں کی قیمت زیادہ ہے یا تمہارے نبی کی قیمت زیادہ ہے۔ صحابہ اس تقریر پر اتنا روئے کہ آنسو ان کی داڑھیوں سے بہہ کر زمین پر ٹپک رہے تھے۔

آہ یہ تھا فیضان رسالت کہ وطنیت اور عصبیت اور تمام شیطانی جراثیم کی آپ نے جڑ کاٹ دی اور صحابہ کو وہ مقام عطا ہوا کہ قیامت تک آنے والا بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

سائنس کی بے بسی

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ سائنس کو خدا سمجھتے ہیں اور سائنسی تحقیقات کے آگے وحی الٰہی کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ڈوبنے والی بھینس کی دم پکڑ رکھی ہے کہ جب وہ ڈوبے گی تو یہ بھی ساتھ ڈوبیں گے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ سائنس سے خدا نہیں ملتا۔ سائنس تو فی نفسہ لنگڑی لولی اندھی ہے، یہ وحی الٰہی کے نور کو کیا دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ساری دنیا کے سائنسدانوں کو للکارا ہے کہ تم ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے لن یخلقوا ذبابا اگر تمہیں اپنی سائنس پر ناز ہے تو ایک مکھی بنا کر لاؤ۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ مکھی تو بڑی چیز ہے یہ مکھی کا ایک پر بنا کر دکھا دیں جس میں بالکل وہی خواص ہوں جو مکھی کے پر میں اللہ نے رکھے ہیں اور دو چار نہیں بین الاقوامی

اجتماعی کونسل میں سر ایجنڈا یہ پراجیکٹ رکھو کہ ہم مکھی بنائیں گے تو اللہ تعالیٰ للکار رہے ہیں ولواجتمعوا لہ کہ سارے عالم کے لوگ جمع ہو جائیں تو بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔

اور مکھی پیدا کرنا تو بڑی چیز ہے۔ اگر کوئی جغادری سائنس داں گلاب جامن کھا رہا ہے اور کوئی مکھی اس کی گلاب جامن سے ایک ذرہ چرا کر اڑ جائے تو چاہے ٹینک اور طیارہ شکن توپیں لگادیں کہ مکھی تو ریزہ ریزہ ہو جائے گی لیکن وہ ذرہ تم اس سے نہیں چھڑا سکتے۔ ان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ۔

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ کفار مکہ نے کعبہ شریف کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے اور ان کو خوش کرنے کے لئے ان بتوں کی کھوپڑیوں پر شہد لگاتے تھے اور مکھیاں اندر گھس کر ان کی کھوپڑیوں سے شہد کو چاٹ جاتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے شرک کا رد فرمانے کے لئے ان کے باطل خداؤں کی کمزوری ظاہر فرما رہے ہیں کہ اگر تمہارے ان دیوتاؤں میں کوئی طاقت ہے تو جب مکھیاں ان کی کھوپڑیوں کا شہد چاٹتی ہیں ان یسلبھم الذباب شیئاً تو تمہارے یہ باطل خدا لا یستنقذوہ منہ ان مکھیوں کے چاٹے ہوئے شہد کو واپس کیوں نہیں لیتے، مکھیوں سے اپنا مال کیوں نہیں چھڑا لیتے تو ایسے کمزور خداؤں کو تم پوجتے ہو ضعف الطالب والمطلوب ایسے پجاری بھی لچر اور ایسے معبود بھی لچر۔

غلبہ روحانیت اور اس کا طریقہ

۲ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک ساڑھے بارہ بجے دوپہر مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روح میں بڑی طاقت رکھی ہے- روحانی قوت وہ چیز ہے کہ بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے والے صحابہ نے بڑے بڑے مسٹنڈے کافروں کو تہہ تیغ کردیا- آج ہم میں روحانیت نہیں ہے، نفس کا غلبہ ہے، جسم کے عناصر اربعہ کے تقاضے غالب ہیں اس لئے نفس جو مثل لومڑی کے تھا شیر ہو گیا اور روح مثل لومڑی کے اس کے چنگل میں ہے- جو گناہ کرتا ہے حسینوں کا نمک چکھتا ہے یہ دلیل ہے کہ یہ نفس کے چنگل میں ہے- اگر روحانیت کا غلبہ ہو جائے تو واللہ کہتا ہوں کہ نفس کی لومڑی اس کے سامنے دست بستہ اور پا گرفتہ رہے گی اور نفس روح کے چنگل میں مثل لومڑی کے ہوگا، مجال ہے کہ نفس پھر اس سے کوئی گناہ کرادے، حسینوں کا نمک چکھادے- روح کے سامنے جسم اور نفس اور ان کے تقاضے کوئی چیز نہیں- روح میں جب طاقت آئے گی تو نفس کو اپنے چنگل میں لے کر اللہ کی طرف اڑ جائے گی- حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

جسم کو اپنا سا کر کے لے چلی افلاک پر
اللہ اللہ یہ کمال روح جولاں دیکھئے

اب سوال یہ ہے کہ روح نفس پر کیسے غالب ہو؟ اللہ تعالیٰ نے میری سمجھ میں ایک بات عطا فرمائی کہ جب بجلی بنتی ہے تو پانی کو بہت پریشر کے ساتھ حرکت دیتے ہیں جس سے پانی میں بے شمار جھٹکے لگتے ہیں جتنا تیز جھٹکا لگتا ہے اتنی ہی تیز بجلی بنتی ہے- اسی طرح جب حسینوں سے نظر بچاؤ گے تو نفس پر اتنا تیز جھٹکا لگے گا کہ نفس تڑپ جائے گا، دل پر شدید غم آئے گا اور اسی وقت قلب پر اللہ

تعالیٰ کی تجلیات متواترہ وافرہ مسلسلہ بازغہ کا نزول ہوگا، اور قلب میں ایسی حلاوت ایمانی عطا ہوگی جس کی لذت کو پاکر آپ مست ہوجائیں گے اور نظر بچا کر پچھتائیں گے نہیں بلکہ شکرادا کریں گے کہ اے اللہ حفاظت نظر کا یہ عظیم الشان دستور نازل فرما کر آپ نے اپنے عاشقوں پر احسان فرمایا کہ ہمارے قلب کو فانی لیلاؤں سے بچا کر اپنی تجلیات کے قابل بنادیا۔

میں ڈھونڈتا ہوں تجھ کو محبت کہاں ہے تو
اک قلب شکستہ ترے قابل لئے ہوئے

جو دل نظر بچا بچا کر غمزدہ ہونا ممکن ہے وہ ارحم الراحمین اس غمزدہ قلب کا پیار نہ لے اور اس کو حلاوت ایمانی نہ دے۔ اتنا پیار نصیب ہوگا کہ روح اللہ کی تجلیات میں نہا جائے گی۔ جس روح پر تجلیات الٰہیہ متواترہ وافرہ بازغہ نازل ہوں جو روح اللہ کے جلووں سے منور ہو، جو روح اللہ تعالیٰ کے قرب خاص سے مشرف ہو، ناممکن ہے کہ وہ کمزور رہے اور نفس پر غالب نہ ہو۔ نفس کی لومڑی ہر وقت اس کے چنگل میں ہوگی۔ روح غالب ہوگی اور نفس مغلوب رہے گا۔

لہٰذا اس زمانہ میں جبکہ بے پردگی و عریانی عام ہے روح کو نفس پر غالب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بس نظر کی حفاظت کرو۔ یہ اتنا بڑا غم ہے کہ نفس پر زلزلہ طاری ہوجاتا ہے۔ غم کے انہیں جھٹکوں سے قلب میں اللہ کی محبت کی بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب روح اللہ تعالیٰ کی تجلیات قرب سے منور ہوگی اور کثرت سے حلاوت ایمانی نصیب ہوگی تو ناممکن ہے کہ کمزور رہے اور نفس پر غالب نہ ہو۔

تکمیل محبت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے عشق کی تکمیل کے لئے زمین پر حسینوں کو بکھیر دیا اور ہمیں حکم دے دیا کہ خبردار انہیں دیکھنا مت۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے عشق کی تکمیل کی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

ہوتی نہ یوں تکمیل محبت
اپنی تمنا ہوتی جو پوری

عاشق کا کام محبوب کی رضا پر جان دینا ہے۔ دل کی تمنا تو یہ ہے ہم ان حسینوں کے نوک پلک کو دیکھیں لیکن محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی مراد یہ ہے کہ ان کو نہ دیکھو لہٰذا اگر محبت کامل چاہتے ہو تو اللہ کی مراد کو غالب رکھو اپنی مراد کو توڑ دو، دل کو توڑ دو کیونکہ بندہ بجمیع اعضاء بندہ ہے۔ جب ہم اللہ کے غلام ہیں تو دل بھی اللہ کا غلام ہے آنکھیں بھی اللہ کی غلام ہیں کان بھی اللہ کے غلام ہیں زبان بھی اللہ کی غلام ہے۔ لہٰذا ان کو خدا نہ بناؤ بندہ بنا کے رکھو اور کہو کہ اے خدا آداب بندگی اور وفاداری کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنا دل توڑ دیں گے لیکن آپ کو ناراض کر کے حرام لذت حاصل نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کامل محبت حاصل کرنے کا یہی راستہ ہے۔

حفاظت نظر کے دو درجے

ارشاد فرمایا کہ حفاظت نظر کے امتحان میں پاس ہونے کے دو درجے

ہیں - ایک فرسٹ ڈویژن دوسرا سیکنڈ ڈویژن • سیکنڈ ڈویژن یہ ہے کہ نظر بچانے کے لئے دل کو سمجھاتا ہے کہ یہ حسن فانی ہے کچھ دن میں اس کا جغرافیہ بگڑ جائے گا، حسن زائل ہو جائے گا - لڑکا نانا ابا بن جائے گا، لڑکی نانی اماں بن جائے گی لہٰذا ایسی بگڑنے والی شکلوں سے کیا دل لگاتے ہو -

جن کا نقشہ تھا کل جوانی کا

ہے لقب آج نانا نانی کا

اس مراقبہ سے اگر کوئی نظر بچالے تو بھی کامیاب ہے، سیکنڈ ڈویژن پاس ہو گیا لیکن فرسٹ ڈویژن یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے ان کا حسن رہے گا یا نہ رہے گا، کب زائل ہو گا، کب نہیں، نہ ہمیں زوال حسن کا انتظار ہے - ہم تو آپ کے نقد غلام ہیں اور آپ کے فرمان عالی شان یغضوا من ابصارھم کی اتباع کرتے ہیں - آپ کا حکم ہے کہ ان کو نہ دیکھو اس لئے نہیں دیکھیں گے کیونکہ ان کو دیکھنے سے اے مولیٰ آپ ناراض ہو جائیں گے اور آپ کی ناراضگی کو ہم دوزخ سے زیادہ عذاب سمجھتے ہیں - نہایت ظالم، کمینہ اور بے غیرت ہے وہ شخص جو آپ کا رزق کھا کر آپ کی روٹیوں کی طاقت کو غلط استعمال کرے - لہٰذا چاہے لاکھ تقاضا ہو، چاہے جان جاتی رہے لیکن اے اللہ آپ کو ناراض کر کے ہم ان حسینوں کو ہرگز نہیں دیکھیں گے -

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے

کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

نہیں ناخوش کریں گے رب کو اے دل تیرے کہنے سے

اگر یہ جان جاتی ہے خوشی سے جان دے دیں گے

یہ فرسٹ ڈویژن کا مراقبہ ہے اور فنائیت حسن کے سیکنڈ ڈویژن والے مراقبہ میں خطرہ ہے کہ نفس و شیطان بہکا دیں کہ ارے جب شکل بگڑے گی مت دیکھنا، ابھی تو نقد مزہ اُڑا لے لیکن اللہ کی ناراضگی کے مراقبہ میں کوئی خطرہ نہیں۔ اس کو نفس و شیطان نہیں بہکا سکتے کیونکہ اس نے ٹھان لی کہ نہیں دیکھوں گا۔ حسن رہے یا نہ رہے میں اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتا۔ اللہ کے خوف اور اللہ کی محبت میں نظر بچاتا ہے۔ یہاں نفس و شیطان کی دال نہیں گلے گی۔

تاثیرِ حسن

ارشاد فرمایا کہ سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حسن کی تاثیر کو بھی بیان کر دیا کہ زلیخا نے مصر کی عورتوں کے ہاتھ میں چاقو اور لیموں دے دیا کہ ان کو کاٹو اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ ان کے سامنے سے گذر جائیے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نکلے تو مصر کی عورتوں نے بجائے لیموں کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔

یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل کر کے یہ بتا دیا کہ بہادر مت بننا۔ حسن میں تاثیر میں نے رکھی ہے۔ اگر بہادر بنو گے تو متاثر ہو جاؤ گے اور نافرمانی میں مبتلا ہو کر ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ اس لئے ہماری تربیت کے لئے حسن کی تاثیر کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا اور حکم دے دیا کہ نظر کی حفاظت کرو۔ اگر نظر کی حفاظت کرو گے تو حسن کی جادوگری سے محفوظ رہو گے اور تمہارا دل قابل مولیٰ رہے گا اور تجلیات الٰہیہ متواترہ وافرہ بازغہ کا محل ہو گا۔

روشنی میں فاصلے نہیں ہوتے

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ والوں کی صحبت سے ان کے قلب کے انوار طالبین کے قلوب تک کیسے پہنچتے ہیں جب کہ شیخ کا جسم الگ ہے، جسم میں قلب ہے اور قلب پر پھیپھڑا ہے پھر سینہ ہے اور سینہ پر کھال ہے لہٰذا نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کے انوار جو ان کے دل میں ہیں دوسروں کو کیسے پہنچ سکتے ہیں جبکہ دونوں کے اجسام میں فاصلے ہیں۔

اس کا جواب سلطان اولیاء مولانا جلال الدین رومی نے دیا ہے ؎

که زدل تا دل یقیں روزن بود
نے جدا و دور چوں دو تن بود

فرماتے ہیں کہ دلوں سے دلوں تک خفیہ راستے ہیں۔ جسم الگ الگ ہوتے ہیں دل الگ الگ نہیں ہوتے اور اس کا ثبوت ایک مثال سے پیش کرتے ہیں۔ مولانا مثالوں کے بادشاہ ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

متصل نبود سفال دو چراغ
نورشاں ممزوج باشد در مساغ

دو چراغوں کے جسم تو الگ الگ ہوتے ہیں لیکن ان کا نور فضا میں مخلوط ہوتا ہے۔ چراغوں میں فاصلے ہوتے ہیں روشنی میں فاصلے نہیں ہوتے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چراغ کی روشنی ایک فٹ تک ہے اور دوسرے چراغ کی روشنی دو فٹ تک جاری ہے لیکن جو چراغ قوی النور ہوتا ہے اس کے فیض سے ضعیف

النور چراغوں کے نور میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ نور فضا میں مخلوط ہوتا ہے۔اسی طرح جو شیخ جتنا زیادہ قوی النور ہوگا اس کا فیض ضعیف النور اہل ایمان کو بھی پہنچتا ہے اور ان کا ایمان ویقین بڑھ جاتا ہے۔

بد نظری کے گیارہ نقصانات

۶ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۲ جون ۱۹۹۸ء بروز منگل بعد عصر
در حجرۂ حضرت والا دامت برکاتہم خانقاہ گلشن اقبال کراچی

(۱) ارشاد فرمایا کہ بد نظری نص قطعی سے حرام ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم** پس جو بد نظری کر رہا ہے وہ نص قطعی کی مخالفت کر رہا ہے اور نص قطعی کی مخالفت کر کے حرام کا مرتکب ہو رہا ہے لہٰذا بد نظری سے بچنے کے لئے یہ استحضار کافی ہے کہ یہ نص قطعی کی مخالفت ہے۔

(۲) اور بد نظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **يعلم خائنة الاعين و ما تخفى الصدور**۔لفظ خیانت کا نزول بتا رہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں کے مالک نہیں ہیں، امین ہیں۔خودکشی بھی اسی لئے حرام ہے کہ ہم اپنے جسم کے مالک نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے بطور امانت کے ہمیں یہ جسم عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ امانت ہے اس لئے مالک کی مرضی کے خلاف اس کو استعمال کرنا یا اس کو نقصان پہنچانا، یا اس کو ختم کر دینا جائز نہیں اگر ہم اپنے جسم و جان کے مالک ہوتے تو ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہوتا کیونکہ

مالک کو اپنی ملک میں ہر تصرف کا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یہ اختیار نہ دینا دلیل ہے کہ یہ جسم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور مالک کی امانت میں خیانت جرم عظیم ہے لہٰذا جو شخص بد نظری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت بصریہ میں خیانت کرتا ہے اور خیانت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست نہیں ہو سکتا۔

و لنعم ما قال الشاعر ؎

نظر کے چور کے سر پر نہیں ہے تاج ولایت
جو متقی نہیں ہوتا اسے ولی نہیں کہتے

(۳) اور بد نظری کرنے والا سرور عالم ﷺ کی لعنت کا مورد ہو جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے لعن اللّٰہ الناظر و المنظور الیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناظر اور منظور دونوں پر لعنت کرے یعنی جو بد نظری کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور جو بد نظری کے لئے اپنے کو پیش کرے، اپنے حسن کو دوسروں کو دکھائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ اگر بد نظری معمولی جرم ہوتا تو سرور عالم ﷺ رحمۃ للعالمین ہو کر ایسی بد دعا نہ فرماتے۔ آپ کا بد دعا دینا دلیل ہے کہ یہ فعل انتہائی مبغوض ہے۔ اور لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دوری۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لعنت کے معنی لکھے ہیں البعد عن الرحمۃ پس جو شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا وہ نفس امارہ کے شر سے نہیں بچ سکتا کیونکہ نفس کے شر سے وہی بچ سکتا ہے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان النفس لامارۃ بالسوء نفس کثیر الامر بالسوء ہے، بہت زیادہ برائی کا حکم کرنے والا ہے۔ پھر نفس

کے شر سے کون بچ سکتا ہے؟ الا ما رحم ربی جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہو۔ معلوم ہوا کہ نفس کے شر سے بچنے کا واحد راستہ اللہ کی رحمت کا سایہ ہے کیونکہ امارہ بالسوء کا استثنیٰ خود خالق امارہ بالسوء نے کیا ہے پس جو الا ما رحم ربی کے سائے میں آگیا اس کا نفس امارہ بالسوء نہیں رہے گا امارہ بالخیر ہو جائے گا۔ اسی لئے یغضوا من ابصارھم کے بعد و یحفظوا فروجھم فرمایا کہ جس نے نگاہوں کی حفاظت کر لی وہ امتثال امر الٰہیہ کی برکت سے اور حضور ﷺ کی بد دعا سے بچنے کی برکت سے اللہ کی رحمت کے سائے میں آگیا۔ اب اس کی شرمگاہ بھی گناہوں سے محفوظ رہے گی۔ معلوم ہوا کہ غض بصر کا انعام حفاظت فرج ہے اور اس قضیہ کا عکس کر لیجئے کہ جو نگاہ کی حفاظت نہیں کرے گا اس کی شرم گاہ بھی گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور اس پر جو لعنت برس جائے وہ کم ہے۔

(۴) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر گناہ بد عقلی اور حماقت کی دلیل ہے، جو گناہ کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اس کی عقل میں خرابی ہے کہ اتنے بڑے مالک کو ناراض کر رہا ہے جس کے قبضہ میں ہماری زندگی اور موت، تندرستی و بیماری، راحت اور چین، حسن خاتمہ اور سوء خاتمہ ہے۔ اگر اس کی عقل صحیح ہوتی تو ہرگز گناہ نہ کرتا لیکن فرماتے ہیں کہ بد نظری تو انتہائی حماقت کا گناہ ہے کہ نہ ملنا نہ ملانا مفت میں اپنے دل کو تڑپانا۔ دیکھنے سے وہ حسن مل نہیں جاتا لیکن دل بے چین ہو جاتا ہے اور اس کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے اور میرے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایک نیا علم عطا فرمایا کہ مسلمان کو دکھ

دینا حرام ہے تو جو بد نظری کر رہا ہے یہ بھی تو مسلمان ہے، یہ بد نظری کرکے اپنے دل کو دکھ دے رہا ہے تڑپا رہا ہے جلا رہا ہے لہٰذا جس طرح دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اسی طرح اپنے دل کو دکھ پہنچانا، تڑپانا، کلپانا، جلانا کیسے جائز ہوگا۔

(۵) اب اگر کوئی کہے کہ حسینوں کو دیکھنے سے تو دل کو غم ہوتا ہی ہے لیکن نظر بچانے سے بھی تو غم ہوتا ہے اور دل میں حسرت ہوتی ہے کہ آہ نہ جانے کیسی شکل رہی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے سے جو غم ہوتا ہے وہ اشد ہے اور نہ دیکھنے کا غم بہت ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اگر دیکھ لیا تو علم ہوگیا کہ اس حسین کے نوک پلک ایسے ہیں، آنکھیں ایسی ہیں، ناک ایسی ہے، چہرہ کتابی ہے تو یہ غم حسن معلوم اشد ہوگا اور دل کو مضطر اور بے چین کردے گا اور اگر نظر بچالی تو یہ حسرت حسنِ نامعلوم ہوگی، جب دیکھا ہی نہیں تو ہلکی سی حسرت اور ہلکا سا غم ہوگا جو جلد زائل ہوجائے گا اور اس حسرتِ حسنِ نامعلوم پر قلب کو جو حلاوت ایمانی عطا ہوگی، اللہ تعالیٰ کے قرب کی غیر محدود لذت کا جو ادراک ہوگا اس کے سامنے مجموعہ لذات کائنات ہیچ معلوم ہوگا۔ اس کے برعکس حسینوں کے دیکھنے کے غم حسنِ معلوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت برستی ہے جس سے دل مضطر اور بے چین ہوکر ایک لمحہ کو سکون نہیں پائے گا اور زندگی تلخ ہوجائے گی، لہٰذا دونوں غموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ایک عالم رحمت ہے، ایک عالم لعنت ہے۔ دونوں غموں میں ایسا فرق ہے جیسے جنت اور دوزخ میں۔ لہٰذا غضِ بصر کا حکم ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ حسرتِ حسنِ نامعلوم دے کر

شدت غم حسن معلوم سے بچالیا۔ جیسے کسی کو مچھر کاٹ لے اور کسی کو سانپ ڈس لے تو جس کو مچھر نے کاٹا ہے وہ شکر کرے گا کہ اللہ نے مجھے سانپ کے ڈسنے سے بچالیا۔ لہٰذا حسینوں سے نظر بچانے کی حسرت حسن نا معلوم مچھر کا کاٹنا ہے اور حسینوں کو دیکھنے کا غم حسن معلوم سانپ سے ڈسوانا ہے۔

(۶) بد نظری سے بار بار اس حسین کا خیال آتا ہے اور دل میں ہر وقت ایک کشمکش رہتی ہے جس سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔ بد نظری کی نحوست یہ ہے کہ نظر کے ساتھ ساتھ حواس خمسہ اور تمام اعضاء و جوارح حرکت میں آجاتے ہیں ان اللہ خبیرٌ بما یصنعون کی تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی نے یہ کی ہے کہ باجالۃ النظر بد نظری کرنے والا جو نظر گھما گھما کر حسینوں کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں اور باستعمال سائر الحواس اور اس کے تمام حواس خمسہ حرام لذت لینے کی کوشش شروع کردیتے ہیں۔ باصرہ یعنی آنکھ اس حسین کو دیکھنا چاہتی ہے، سامعہ یعنی کان اس کی بات سننے کی تمنا کرتے ہیں، قوت ذائقہ اس کو چکھنے یعنی حرام بوسہ بازی کرنا چاہتی ہے، قوت لامسہ اس کو چھونے کی اور قوت شامہ اس حسین کی خوشبو سونگھنے کی حرام آرزو میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور تیسری تفسیر ہے بتحریك الجوارح بد نظری کرنے والے کے تمام اعضا بھی حرکت میں آجاتے ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ اس محبوب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بد نظری کرنے والے کی نظر اور حواس اور اعضاء و جوارح کی ان حرکات سے باخبر ہے اور اس کو خبر بھی نہیں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور واللہ خبیر بما یقصدون بذالك ان حرکات کا جو آخری مقصد ہے

یعنی بد فعلی اللہ تعالیٰ اس سے بھی باخبر ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے گی اگر توبہ نہ کی۔

چونکہ بد نظری کرنے والے کے حواس خمسہ اور اعضاو جوارح متحرک ہو جاتے ہیں اور قلب بد فعلی کے خبیث قصد سے کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا بد نظری کرنے والے کا قلب اور قالب دونوں کشمکش میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جاتے ہیں۔

(۷) بد نظری کا ایک طبی نقصان یہ بھی ہے کہ غدود مثانہ متورم ہو جاتے ہیں جس سے بار بار پیشاب آتا ہے۔

(۸) بد نظری سے چونکہ شہوت بھڑک جاتی ہے اور مادۂ منویہ تک گرمی پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے منی رقیق ہو جاتی ہے جس سے سرعت انزال کی بیماری ہو جاتی ہے اور ایسا شخص بیوی کے حقوق صحیح طور سے ادا نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے میاں بیوی میں باہمی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور گھریلو زندگی تباہ ہو جاتی ہے ۔

(۹) بد نظری سے ناشکری پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب مختلف شکلوں کو دیکھتا ہے تو اپنی بیوی بُری معلوم ہوتی ہے اور ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ مجھے حسین بیوی نہیں ملی اور اگر حسین ہے تو کہتا ہے کہ حسین تر نہیں ملی کیونکہ جو عورت اس کو زیادہ حسین معلوم ہوتی ہے تو اپنی حسین بیوی بھی اسے اچھی نہیں لگتی۔اس طرح نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور جو متقی ہوتا ہے وہ جب کسی دوسری کو دیکھتا ہی نہیں تو اسے اپنی چٹنی روٹی بھی بریانی معلوم ہوتی ہے اور اللہ

تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرتا ہے۔

(۱۰) بد نظری سے بینائی کو بھی نقصان پہنچتا ہے کیونکہ آنکھوں کا شکر غضِ بصر ہے اور شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے لئن شکرتم لازیدنکم اور بد نظری کرنا ناشکری ہے، کفرانِ نعمت ہے جس پر عذابِ شدید کی وعید ہے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

(۱۱) اور حفاظتِ نظر کا سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا قرب و معیت خاصہ ہے۔ لیلیٰ سے نظر بچانا سبب حصول مولیٰ ہے کیونکہ نظر بچانے سے دل اندر اندر خون ہو جاتا ہے اور جب قلب کے آفاق اربعہ خونِ آرزو سے لال ہو جاتے ہیں تو دل کے ہر افق سے قرب و نسبت مع اللہ کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ میرا شعر ہے ؎

زخم حسرت ہزار کھائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اُٹھائے ہیں

اور بد نظری سے اللہ تعالیٰ سے اس قدر دوری ہوتی ہے جس کا ادراک اگر ہو جائے تو آدمی کبھی بد نظری نہ کرے اس کی مثال یہ ہے کہ جو دل حفاظتِ نظر کی برکت سے ہمہ وقت نوے ڈگری سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے اور نوے ڈگری سے حق تعالیٰ کے محاذاتِ قرب میں ہے اگر بد نظری کر لی تو اللہ تعالیٰ سے اس کا ۱۸۰ ڈگری انحراف ہوتا ہے۔ اور اس کا رخ حق تعالیٰ سے ہٹ کر اس

حسین کی طرف ہو جاتا ہے اور ہر وقت اس مرنے گلنے والی لاش کا خیال دل میں رہتا ہے جس سے دل کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور بہت سوں کا خاتمہ بھی بد نظری کی نحوست سے خراب ہو گیا۔

چراغ سے چراغ جلتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک چراغ جس کا جسم ایک لاکھ روپے کا ہے، ہیرے جواہرات سے بنایا گیا ہے اور اس کا تیل بھی بہت قیمتی ہے، اور روئی کی بتی بھی بہت قیمتی ہے لیکن یہ ساری زندگی بے نور رہے گا جب تک کسی جلتے ہوئے چراغ کی لو سے لو نہیں لگائے گا۔ جب تک اس کی بتی کو کسی جلتے ہوئے چراغ سے وصل نصیب نہیں ہو گا روشن نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ چراغ اپنی قیمت پر ناز کرے کہ میرا جسم اتنا قیمتی ہے، میرا تیل بہت عمدہ ہے اور میری روئی کی بتی بھی نہایت اعلیٰ ہے مگر بے روشنی کے رہے گا، نہ روشن ہو گا نہ روشن کرے گا اگر کسی جلتے ہوئے چراغ سے اعراض کرے گا۔ ایسے ہی عالم کتنا ہی علم رکھتا ہو مگر جب تک کسی اللہ والے کے دل کے چراغ سے اپنا دل نہیں ملائے گا تو نہ خود روشن ہو گا، نہ دوسروں کو روشن کرے گا۔ اس کا علم مقرون بالعمل نہیں ہو گا، نہ خود صاحب نسبت ہو گا نہ دوسروں کو بنا سکے گا کیونکہ پہلے نسبت لازمہ حاصل ہوتی ہے پھر متعدیہ ہوتی ہے، جو خود محبت سے خالی ہے وہ دوسروں کو کیا دے سکتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

نہیں جب چوٹ ہی کھائی تو درد دل دکھاؤں کیا
نہیں جب کیف و مستی دل میں تو پھر گنگناؤں کیا

عالم منزل اور بالغ منزل

ارشاد فرمایا کہ نقوش اور الفاظ پڑھا دینا اور ہے اور اللہ کو پا جانا اور ہے۔ عالم منزل لیلیٰ اور ہے اور بالغ منزل لیلیٰ اور ہے۔ مجنوں بہت سے بنے ہوئے ہیں کوئی چالاک مجنوں بھی ہے۔ وہ منزل لیلیٰ کا جغرافیہ پڑھاتا ہے اور تنخواہ لیتا ہے مگر کبھی لیلیٰ تک نہیں گیا یہ عالم منزل تو ہے، بالغ منزل نہیں ہے۔ اس کا پڑھانا بھی خشک ہوگا نہ یہ خود مست ہوگا نہ دوسروں کو مست کرے گا، اصلی مجنوں جو بالغ منزل لیلیٰ اور عاشق لیلیٰ ہے وہ جب پڑھائے گا تو خود بھی مست ہوگا اور دوسروں پر بھی وجد طاری کرے گا۔ مدرسوں میں علم منزل مولیٰ سکھایا جاتا ہے اور خانقاہوں میں بلوغ منزل مولیٰ کا انتظام کیا جاتا ہے کہ علم منزل رکھنے والے بالغ منزل ہو جائیں، اللہ تک پہنچ جائیں۔ خانقاہوں سے، اللہ والوں کی صحبت سے جب عالم منزل بالغ منزل ہو جاتا ہے، اپنے علم پر عمل کر کے اہل اللہ کی برکت سے اللہ تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کا درس خشک درس نہیں ہوتا ہے درس محبت ہوتا ہے۔ یہ جب اللہ کا نام لیتا ہے، اللہ کی طرف بلاتا ہے تو خود اس کی روح پر زلزلہ طاری ہوتا ہے لہٰذا دوسری روحوں کو بھی مست کر دیتا ہے ہزاروں اس کی صحبت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔ لہٰذا محض عالم منزل ہونا کافی نہیں بالغ منزل ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث پڑھنے پڑھانے کا مزہ جب ہے کہ پڑھانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور پڑھنے والے بھی صاحب نسبت ہوں۔

علم و عمل کی قبولیت کے شرائط

ارشاد فرمایا کہ صرف علم کافی نہیں ہے۔ علم جب عمل میں تبدیل ہو اور عمل میں اخلاص ہو اور اخلاص تابع سنت ہو، تب جا کے وہ علم منزل تک پہنچاتا ہے۔ اخلاص تابع سنت ہونے کے کیا معنی ہیں؟ ایک شخص عصر کے بعد کمرہ بند کر کے تنہائی میں جہاں کوئی مخلوق نہیں نفلیں پڑھ رہا ہے اخلاص ہے مگر چونکہ عصر کے بعد نفل منع ہے، اس لئے یہ اخلاص چونکہ تابع سنت نہیں اس لئے مقبول نہیں۔ یہ محنت رائیگاں ہے۔

قابل اور مقبول

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ قابل ہوتے ہیں مقبول نہیں ہوتے اور بعض لوگ مقبول ہوتے ہیں قابل نہیں ہوتے اور بعضے لوگ دونوں ہوتے ہیں قابل بھی اور مقبول بھی۔ لہٰذا ایسا مرشد اگر مل جائے جو دونوں کا جامع ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔

نفس کے پانچ اقسام

۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۸ جون ۱۹۹۸ء بروز دوشنبہ بعد مغرب بوقت ۵۵-۷ بمقام مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نفس کو پانچ ناموں سے موسوم کیا ہے۔

(۱) نفس امارہ

سب سے پہلا نام ہے نفس امارہ بالسوء یعنی کثیر الامر بالسوء جو ہر وقت گناہوں کے تقاضے کرتا رہتا ہے، ہر وقت برائی کی تمنا کرتا ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ مرغوبات طبعیہ غیر شرعیہ طبیعت کے وہ مرغوبات اور وہ خواہشات اور وہ پسندیدہ لذتیں جن سے اللہ ناراض ہو یہی نفس امارہ ہے اور ایسی حرام لذتوں کو ترک کرنا اولیاء اللہ کا کام ہے۔ خانقاہوں میں یہی سیکھا جاتا ہے۔ جس نے خانقاہوں میں یہ نہیں سیکھا اس نے خانقاہ کا اور اہل اللہ کا حق ادا نہیں کیا اور زندگی کو ضائع کر دیا۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو ساری زندگی مٹھائی والوں سے دوستی کرے اور کبھی مٹھائی نہ کھائے اس نے مٹھائی والوں کی قدر نہیں کی۔ جس نے اللہ والوں کے ساتھ ساری زندگی گذاری لیکن تقویٰ نہ سیکھا، اپنی حرام خوشیوں کا خون کرنا نہ مشق کیا اور اللہ والا نہ بنا اس ظالم نے اس اللہ والے کی قدر نہیں کی۔ کھائے اللہ کی اور گائے نفس و شیطان کی اس سے زیادہ بے وفا اور غیر شریف اور خبیث الطبع کوئی نہیں ہو سکتا۔

(۲) نفس لوامہ

اگر اس نفس امارہ کی اصلاح ناممکن ہوتی تو اللہ تعالیٰ نفس کے پانچ نام نازل نہ فرماتا۔ جو شخص اصلاح کی نیت سے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو

اس کا نفس امارہ ترقی کر کے نفس لوامہ ہو جاتا ہے یعنی گناہ کر کے اس کو شرمندگی اور ندامت ہونے لگتی ہے، اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ آہ میں کتنا کمینہ انسان ہوں کہ خدا کا رزق کھا کر حرام لذت اڑاتا ہوں۔ جس کو اللہ اپنا ولی بناتا ہے اس کو گناہوں پر شرمندگی دیتا ہے۔ یہ ندامت علامت ولایت ہے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

نفس کی ترقی کا یہ ابتدائی درجہ ہے کہ نفس امارہ نفس لوامہ ہو جاتا ہے اور اس کو اپنی خطاؤں پر ندامت اور اپنے اوپر ملامت کی توفیق ہونے لگتی ہے اور نالہ و فغاں، اشکباری و آہ و زاری اور استغفار و توبہ سے اپنی خطاؤں کی تلافی کرتا ہے۔ پس نفس امارہ کا نفس لوامہ میں تبدیل ہو جانا اللہ تعالیٰ کی ولایت و محبوبیت کی طرف پہلا قدم ہے جس کی دلیل یہ آیت ہے **ولا اقسم بالنفس اللوامة** اور قسم ہے نفس لوامہ کی کیونکہ اللہ تعالیٰ شکور ہیں کہ تھوڑے عمل پر کثیر جزاء عطا فرماتے ہیں اس لئے رجوع و انابت کے اس ادنیٰ درجہ کی بھی اتنی قدر فرمائی کہ قرآن پاک میں اس کی قسم اٹھائی جو اوپر مذکور ہوئی۔ اور حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا **لانین المذنبین احب الی من زجل المسبحین** (کذا فی الروح) کہ گناہ گاروں کا رونا اور ندامت سے آہ و نالہ کرنا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی بلند آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اس پر میرے دو شعر ہیں ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے

زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

ندامت تجھ پہ ہو رحمت خدا کی

دلادی مغفرت رب جہاں سے

اے جلیل اشک گنہگار کے اک قطرے کو

ہے فضیلت تری تسبیح کے سو دانوں پر

(۳) نفس مطمئنہ

اس کے بعد جب اور ترقی ہوتی ہے تو نفس لوامہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ اس کو اللہ کی یاد سے چین ملتا ہے۔ گناہ اس کو راس نہیں آتے، ایک ذرہ حرام لذت کو گوشہ چشم سے بھی اپنے دل میں درآمد نہیں ہونے دیتا، اگر ایک ذرّہ حرام لذت کا کبھی دل میں داخل ہو گیا تو تڑپ جاتا ہے، اللہ کی دوری پر وہ کسی حال میں راضی نہیں ہوتا۔ اور ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے، جس کو اللہ کے بغیر ایک پل کو چین نہیں آتا اور صرف اللہ کے ذکر اور اللہ کی اطاعت سے اطمینان ملتا ہے۔

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

اور اس کی شان یہ ہوتی ہے الذی لا لذۃ له الا بذکرہ ولا نعمة لهٗ الابشکرہ (کذا فی المرقاۃ) اس کو کائنات کی کوئی لذت لذت نہیں معلوم ہوتی جب تک اللہ کو یاد نہ کرلے اور کوئی نعمت نعمت نہیں معلوم ہوتی جب تک اللہ کا شکر نہ کرے۔

کوئی مزہ مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

قرآن پاک کی آیت **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** نفس مطمئنہ پر دلالت کرتی ہے جس کو صرف اللہ کی یاد سے چین ملتا ہو اسی نفس کا نام نفس مطمئنہ ہے یعنی نفس امارہ اور نفس لوامہ کی بے سکونی اور اضطراب جب اللہ کی یاد کے چین وسکون سے بدل گیا اور ذکر اللہ پر دوام ورسوخ واستقلال حاصل ہو گیا تو اب یہ نفس مطمئنہ ہو گیا جس کو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا۔

شکر ہے درد دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

اور علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جو اللہ کی یاد اور فرماں برداری میں اطمینان پائے **کما تطمئن السمکۃ فی الماء** جیسے مچھلیاں پانی میں غرق ہو کر اطمینان پاتی ہیں۔ اگر ان کے جسم کا ایک اعشاریہ حصہ پانی سے کھلا رہ جائے تو ان کو اپنی موت معلوم ہو گی۔ مچھلیوں کے لئے بالماء ہونا کافی نہیں **فی الماء** ہونے سے ان کو چین ملتا ہے۔ اسی لئے علامہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ **بذکر اللہ** معنی میں **فی ذکر اللہ** کے ہے یعنی جب مومن سر تاپا اللہ کے نور ذکر میں غرق ہو گا تب اس کو اطمینان کامل نصیب ہو گا۔ اگر جسم کا ایک عضو بھی نافرمانی میں مبتلاء ہو گا تو اطمینان کامل نصیب نہیں ہو سکتا۔ **بذکر اللہ** دراصل **فی ذکر اللہ** ہے جس کا حاصل غرق فی النور ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ کیونکہ ذکر اللہ کے نور میں غرق ہو گیا اس لئے اس کو ایسا اطمینان اور راحت وسکون عطا ہوتا ہے جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی

لذت ہیچ معلوم ہوتی ہے۔

مختصراً نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو اخلاق رذیلہ سے پاک ہو کر اخلاق حمیدہ سے آراستہ ہو جائے اور تقاضاہائے معصیت کی کشمکش سے نجات پاکر سکون واطمینان کا سانس لے۔

(۴) نفس راضیہ

اور اللہ تعالیٰ نے نفس کے دو نام اور بیان فرمائے۔ جب روح نکلے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلائیں گے تو فرمائیں گے یا ایتھاالنفس المطمئنة اے وہ نفس جس کو اللہ کی یاد سے چین ملتا تھا ارجعی الیٰ ربك اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اب امتحان ختم ہو گیا لہٰذا اب کمرۂ امتحان سے واپس آجا۔ ارجعی دلیل ہے کہ ہم حالت امتحان میں ہیں، یہ دنیا کمرۂ امتحان ہے۔ لہٰذا اب اپنے پالنے والے کے پاس آجا۔ اور کس حالت میں واپس آ راضیةً تو اللہ سے خوش ہے اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی اور لازوال انعامات اور آسان حساب اور قبول اعمال کو دیکھ کر اور

(۵) نفس مرضیة

فرماتے ہیں مرضیة اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے راضیة فرما کر بندے کی خوشی کو مقدم کیا اور اس کے بعد مرضیة فرما کر اپنی خوشی کو موخر کیا جبکہ بندہ حقیر ہے، بندے کی خوشی بھی حقیر ہے اور اللہ کی رضا عظیم ہے پھر اپنی رضا کو کیوں موخر فرمایا؟ اس کا جواب علامہ آلوسی نے روح المعانی میں یہ دیا کہ یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ

ہے۔ یہ ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہے جیسے انٹر کے بعد بی اے میں داخلہ دیا جاتا ہے۔

اور اس علم عظیم کی تفہیم کے لئے ایک تمثیل اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی کہ جیسے ابا اپنے چھوٹے سے بچے کو لڈو دے کر کہتا ہے کہ خوش ہو جا اور میں بھی تجھ سے خوش ہوں جب ہی تو یہ لڈو دے رہا ہوں ورنہ کیوں دیتا ۔تو جس طرح ابا بچہ کی رعایت سے اس کی خوشی کو مقدم کرتا ہے اور اپنی خوشی کو موخر کرتا ہے اسی طرح رب تعالیٰ شانہ کی شفقت ربوبیت نے بندوں کا دل خوش کرنے کے لئے ان کی خوشی کو پہلے بیان فرمایا اور اپنی خوشی کو موخر فرمادیا۔

شہادت کے رموز واسرار

ارشاد فرمایا کہ دل میں ایک خیال آتا تھا کہ جنگ احد میں ستر صحابہ شہید ہوگئے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور کافروں کو ہنسنے کا موقع ملا اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو کافر ہرگز غالب نہیں آسکتے تھے ۔اس راز کی تلاش تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں مدد نہ فرمائی جو روح المعانی میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنْ یَمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُہٗ اے صحابہ اگر تم کو زخم لگا ہے تو تمہاری مد مقابل اس کافر قوم کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے ۔اگر آج تمہارے ستر شہید ہوئے تو جنگ بدر میں کافروں کے بھی ستر آدمی مارے گئے ہیں ۔لہٰذا تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو، تم گھاٹے میں نہیں ہو ۔وہ لوگ کفر پر مرنے سے جہنم میں گئے اور تمہارے ساتھی شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے ۔جو کفر پر مرتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو شہید

ستر شہیدوں کے جنازوں کی نماز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی جن کا جنازہ سید الانبیاء علیہ ﷺ پڑھائیں اس سے بڑی اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔

آگے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں و یتخذ منکم شھداء جنگ احد میں یہ جو شہادت ہوئی ہے یہ میرا انتظام تھا کہ تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

یہ میرا انتظام تھا کہ منعم علیہم کے ایک طبقہ کو وجود بخشنا تھا کیونکہ بغیر منعم علیہم کے انسان صراط مستقیم نہیں پا سکتا تھا لہٰذا منعم علیہم کے چار طبقے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین نبیین، صدیقین اور صالحین کو تو اُمت نے دیکھ لیا تھا لیکن اگر شہید نہ ہوتے تو منعم علیہم کا ایک اہم طبقہ وجود میں نہ آتا اور کفار قرآن پاک کی صداقت پر اعتراض کرتے کہ شہداء کا وہ طبقہ منعم علیہم کہاں ہے جس کا قرآن پاک میں اعلان کیا گیا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شہادت دے کر اس طبقہ کا وعدہ پورا کر دیا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ جب اونٹوں پر شہیدوں کی لاشیں آرہی تھیں تو مدینہ کی خواتین صحابیات پوچھتی تھیں کہ یہ کس کی لاش ہے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ شہداء کی لاشیں ہیں تو ان کے منہ سے نکل گیا و یتخذ اللہ منکم الشھداء کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس اُمت میں شہید بھی پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ جملہ پسند فرمایا اور قرآن پاک میں نازل فرما دیا لیکن الشھداء سے الف لام تخصیص کا ہٹا دیا اور آیت یوں نازل فرمائی و یتخذ منکم شھداء

شہداء نکرہ نازل کیا کیونکہ اگر الشہداء نازل ہوتا تو پھر صرف احد کے شہید ہی شہید کہلاتے، شہادت کے لئے وہی خاص ہو جاتے کیونکہ الف لام تخصیص کے لئے آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو قیامت تک شہادت کا دروازہ کھولنا تھا اس لئے شہداء نازل فرمایا تاکہ قیامت تک شہید ہوتے رہیں اور قیامت تک اس اُمت کو شہیدوں کی ایک جماعت مل جائے۔

ان شہیدوں نے اپنی جان دے کر ہم کو وفاداری کا سبق دے دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کبھی مجھے احد کے دامن میں حاضری کا شرف دیتا ہے تو میں ان شہیدوں کے صدقہ میں ایک دعا مانگتا ہوں کہ اے اللہ ان شہداء نے آپ پر جان دے دی، اپنا خون شہادت پیش کر دیا اور ہم لوگوں سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ آپ کے لئے اپنی نظریں بچا کر اپنے دل کی آرزوؤں کا خون کر لیں لہٰذا ان کی جانبازی کے صدقہ میں ہم سب کو بھی اپنی ذات پاک پر جان کو فدا کرنے کی اور خون آرزو کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرما دیجئے۔

وطن اور سفر کا ایک مکمل نسخہ

ایک صاحب نے حضرت والا کو تحریر کیا کہ سفر پر جا رہا ہوں، کوئی نصیحت فرما دیجئے حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ وطن اور سفر کا نسخہ یہ ہے کہ دھیان رہے کہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہم کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں۔

(۳) ہماری مکمل عافیت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ ایسے مالک کو

گناہوں سے ناراض کرنے سے عافیت کے جاتے رہنے کا خطرہ ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا پکڑا ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو چھڑا نہیں سکتا ۔

(۵) ہر سانس مالک پر فدا کرو تو ہر سانس میں جنت سے افضل بہار پاؤ گے ۔گناہ سے بچنے میں روح کے اندر وہ بہار پاؤ گے جو دونوں جہان میں بے مثل بہار ہو گی۔

ترکِ گناہ کی بے چینی گناہ کے سکون سے افضل ہے

ارشاد فرمایا کہ گناہ چھوڑنے سے تڑپنا حاملِ بہارِ جاوداں ہوتا ہے۔ یہ تڑپنا افضل ہے اس سکون سے جو نفس گناہ کے حرام مزوں سے اڑاتا ہے کیونکہ نفس کے حرام مزوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے اور گناہ سے بچنے کی تڑپ اور بے چینی پر اللہ رحمت برستی ہے۔

حیاتِ ایمانی کی علامت

ارشاد فرمایا کہ جب حیض رک جاتا ہے تو یہ دلیل ہوتی ہے کہ حمل ٹھہر گیا اور اب انسانی حیات ملنے والی ہے اسی طرح جس کو گناہوں سے نجات مل جائے ،جس سے گناہ صادر ہونا بند ہو جائیں تو یہ علامت ہے کہ اس کو ایمانی حیات ملنے والی ہے ،نسبت عطا ہونے والی ہے۔ مولانا رومی نے خواہشات نفسانیہ کو مردوں کا حیض فرمایا ہے ؂

اتقوا ان الھویٰ حیض الرجال

ہنسنا اور رونا۔ کبھی عبادت کبھی جرم

ارشاد فرمایا کہ اللہ کو بھول کر ہنسنا بھی جرم ہے اور ان کو بھول کر رونا بھی جرم ہے مثلاً کوئی کسی نامحرم عورت یا امرد کی یاد میں رو رہا ہے تو یہ مجرم ہے اور اس کے آنسو گدھے کے پیشاب سے زیادہ بدتر ہیں کیونکہ ان آنسوؤں پر اللہ کا غضب برس رہا ہے۔ پس اللہ کی یاد میں ہنسنا بھی عبادت ہے اور ان کی یاد میں رونا بھی عبادت ہے۔

عظیم الشان خزانہ وارد قلبی از عالم غیب

۷ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ مدرسہ جدیدہ
سندھ بلوچ سوسائٹی کی عمارت کے سامنے بوقت سیر بعد از فجر

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی چلتے پھرتے وقتاً فوقتاً اللہ کے یہ چار نام لیتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہو جائے گی۔

(۱) یا مالک

اللہ تعالیٰ ہمارے مالک ہیں اور ہم ان کے مملوک ہیں جب مالک کہہ کر پکارو گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے کہ میرا بندہ اپنی مملوکیت کا اور میری مالکیت کا اعتراف کر رہا ہے اور ہر مالک اپنی ملک کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور اس کو دشمنوں کے حوالہ نہیں کرتا۔ لہٰذا اس نام کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نفس و شیطان سے بھی ہماری حفاظت فرمائیں گے اور ہمیں ان کے حوالہ نہ ہونے دیں گے اور دنیوی بلاؤں اور مصیبتوں سے بھی محفوظ

رکھیں گے -جو کثرت سے یہ نام لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائے گا-

(۲) یا کریم کہہ کر پکارتے رہو-کریم کے تین معنی ہیں الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنة کریم وہ ذات ہے جو بدون استحقاق فضل فرمادے-یعنی جو اپنی نالائقی سے کسی کرم کے لائق نہیں، جس کا حق نہیں بنتا لیکن جو بغیر حق بنے کرم فرمادے وہ کریم ہے-

اور دوسری تعریف ہے الذی یتفضل علینا بدون مسئلة ولا وسیلة جو بغیر مانگے اور بغیر کسی وسیلہ کے اپنے کرم کی بارش فرمادے اور تیسری تعریف ہے الذی یتفضل علینا فوق ما نتمنیٰ بہ جو ہماری تمناؤں اور ہمارے حوصلوں سے زیادہ عطا فرمادے جیسے حکایت ہے کہ کسی کریم سے ایک بوتل شہد کسی نے مانگا اس نے ایک مشک دے دیا-سائل نے کہا کہ حضور میں نے تو ایک بوتل مانگا تھا آپ نے ایک مشک دے دیا-کریم نے کہا کہ تم نے مانگا تھا اپنے حوصلے کے بقدر میں نے دیا اپنے حوصلے کے مطابق-توجب دنیا کے کریموں کا یہ حال ہے تو اس کریم مطلق کی کیا شان ہوگی جو اپنے غیر محدود دریائے کرم سے دنیا کے کریموں کو کرم کی بھیک عطا فرماتا ہے ~

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادئے ہیں دُر بے بہا دئے ہیں

اور چوتھی تعریف ہے الذی لا یخاف نفاد ما عنده کریم وہ ہے جس کو اپنے خزانہ کرم کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو-

لہٰذا یا کریم کہہ کر پکارتے رہیۓ ظاہری و باطنی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ جھولی بھر دے گا۔

(۳) اور تیسرا نام ہے **یا مغنی** جس کے معنی ہیں غنی کرنے والا۔ اس نام کے صدقہ میں ظاہری غنا بھی حاصل ہوگا اور باطنی غنا بھی یعنی ہاتھ میں بھی خوب پیسہ رہے گا اور قلب بھی غیر اللہ سے مستغنی رہے گا، حسینوں کے حسن سے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مستغنی کر دیں گے۔ حدیث پاک کی دعا ہے **اللّٰھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك** اور اغنی نفسہ کی شان اس میں پیدا ہو جائے گی کہ وہ اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غنی کرے گا اور سارے عالم سے مستغنی ہو گا۔

(۴) اور چوتھا نام ہے **یا صمد**۔ صمد کی تفسیر جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ **المستغنی عن کل احد** جو سارے عالم سے مستغنی ہو **والمحتاج الیہ کل احد** اور سارا عالم جس کا محتاج ہو۔

جو شخص یہ نام لیتا رہے گا تو اس نام کی برکت سے اس پر بھی شان صمدیت کا ظہور علیٰ حسب شان عبدیت ہوگا یعنی بندے کی شان کے مطابق جس قدر صمدیت مطلوب ہے اتنی عطا ہوگی اور ایسا شخص ان شاء اللہ کسی کا محتاج نہ ہوگا بلکہ دوسرے لوگوں کی احتیاج اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے پوری فرمائیں گے اور اس کو ایک شان استغنا بھی عطا فرمائیں گے اور اس کو کسی کی مدد کی ان شاء اللہ تعالیٰ ضرورت نہ پڑے گی اور یہ شخص ایسی بیماری مثلاً فالج ولقوہ وغیرہ سے

بھی محفوظ رہے گا جو دوسروں کا محتاج کردے۔

صحبت اور کتاب کے متعلق ایک الہامی علم عظیم

۱۸ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۹۸ء بروز اتوار بوقت بعد فجر ۴۵-۵ در حجرۂ حضرت والا دامت برکاتہم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

ارشاد فرمایا کہ صحبت اتنی بڑی نعمت ہے کہ ایک لاکھ کتابیں پڑھنے والے میں وہ بات نہیں پاؤ گے جو صحبت یافتہ لوگوں سے پاؤ گے۔ دیکھئے قرآن پاک ابھی مکمل نازل نہیں ہوا صرف اقراء باسم ربک نازل ہوئی اور نبوت عطا ہوگئی۔ قرآن پاک ابھی ۲۳ سال میں مکمل ہوگا لیکن نبوت آپ کو ایک ہی آیت کے نزول پر مکمل عطا کی گئی۔ نبوت ناقص نہیں دی گئی کہ قرآن پاک ابھی مکمل نہیں ہوا تو نبوت تھوڑی سی دے دی گئی ہو۔ نہیں! مکمل نبوت عطا ہوئی اور ایسی مکمل ہوئی کہ جس نے آپ کو اس حالت میں دیکھا وہ صحابی ہوگیا اور مکمل صحابی ہوا ہے، ناقص صحابی نہیں ہوا۔ وہ صحابی مکمل آپ نبی مکمل اگرچہ قرآن پاک ابھی مکمل نازل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبوت اور صحابیت کتاب اللہ کی تکمیل کی تابع نہیں۔ اگر کتاب صحبت سے زیادہ اہم ہوتی تو اقرا باسم ربک کے نزول کے وقت ایمان لانے والے صحابی نہ ہوتے بلکہ یہ ہوتا کہ ابھی تو ایک ہی آیت نازل ہوئی ہے جب پورا قرآن نازل ہوجائے گا تب صحابی بنو گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس وقت ایمان لانے والے صحابہ کا مقام سب سے بڑھ گیا اور وہ سابقون الاولون کہلائے۔ اور آج پورا قرآن سینوں میں ہے لیکن کوئی صحابی بن کر دکھائے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ صحبت کیا چیز ہے۔ اگر ایک لاکھ سال تک پڑھا

رہے تو انڈا ہی رہے گا بلکہ گندا ہو جائے گا اور مرغی کی صحبت میں ۲۱ دن تک رہے تو حیات آجاتی ہے۔ ایسے ہی جو لوگ بزرگوں کے پاس رہتے ہیں ان کو حیات ایمانی عطا ہوتی ہے۔ صحبت یافتہ عامی کے اخلاق میں اور غیر صحبت یافتہ عالم کے اخلاق میں آپ زمین و آسمان کا فرق پائیں گے۔ بے صحبت یافتہ کہیں دولت سے بک جائے گا، کہیں مال سے کہیں جاہ سے کہیں باہ سے اور اللہ کا ولی اور صاحب نسبت کبھی بک نہیں سکتا۔ سورج اور چاند سے نہیں بک سکتا، سلاطین کے تخت و تاج سے نہیں بک سکتا، لیلائے کائنات کے نمکیات سے نہیں بک سکتا اور مجانین عالم کی عشقیات سے بھی نہیں بک سکتا۔

اسی لئے بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے علماء کرام مدرسوں سے فارغ ہو کر چھ مہینہ کسی اللہ کے ولی کے پاس رہ لو تاکہ تمہاری نفسانیت مٹ جائے اور للہیت آجائے۔ ایک محدث نے کیا خوب کہا ہے

اگر ملی نہ غلامی کسی خدا کے ولی کی
تو علم درس نظامی کو علم ہی نہیں کہتے

ورنہ ضمیر فروشی اور نفس پرستی رہتی ہے۔ جس کے دل میں خالق دل متجلی نہیں اس کا دل دل نہیں ہے وہ دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ میرا شعر ہے۔

صحبت اہل دل جس نے پائی نہ ہو
اس کا غم غم نہیں اس کا دل دل نہیں

عشق ہے نام نامرادی کا

سندھ بلوچ سوسائٹی کے پارک سے چہل قدمی کے بعد جب حضرت

والا پارک سے باہر تشریف لائے تو سامنے مدرسہ کی قدیم عمارت کا ملبہ تھا جس کو دارالعلوم کی تعمیر کے لئے توڑنا پڑا ہے۔ حضرت والا کے ساتھ بہت سے احباب تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہاں دو منزلہ مکان تھا اس کی تخریب اور ویرانی کو برداشت کرنا پڑا کیونکہ یہاں چار ہزار گز پر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان دارالعلوم بنانا ہے۔ معلوم ہوا کہ بڑی نعمت کے لئے چھوٹی نعمت سے دست بردار ہونے سے آدمی کو زیادہ غم نہیں ہوتا جیسے اس عمارت کے گرنے سے دل کو ہلکا سا غم ہو رہا ہے لیکن اس کے گرنے کے بعد جو نئی اور اس سے کہیں زیادہ عظیم الشان تعمیر ہونے کا امکان ہے اس خیال سے خوشی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے لئے اپنی خواہشات کے محل ویران کرتا ہے تو خواہشات کے ویران ہونے کا ہلکا سا غم ہوتا ہے لیکن اس تخریب پر نسبت مع اللہ کی جو عظیم الشان تعمیر ملے گی اس سے دل مست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر اپنی بُری خواہشات کو تم ویران کر دو تو اللہ حلاوت ایمانی کے میٹیریل سے تمہارے قلب کی عظیم الشان تعمیر فرمائے گا، تمہیں اپنے قرب کی لذت اور اپنی دوستی کا تاج عطا فرمائے گا۔ میرے قرب کی اس بڑی نعمت کے لئے تم اپنی حقیر اور گندی خواہشوں کو ویران کر دو۔ پھر تمہاری ویرانی کے بعد جب ہم تعمیر کریں گے تو کیا شان ہو گی۔ پھر بزبانِ حال کہو گے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

لہٰذا گندی خواہشات کو چھوڑنے سے کبھی مت گھبرانا کیونکہ عشق کی تکمیل

نامرادی ہی سے ہوتی ہے-اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی ابتداء کا سبق نامرادی ہی سے دیا کہ اگر مجھے اپنا مراد بنانا چاہتے ہو تو گندی آرزوؤں سے نامراد ہو جاؤ-میں اچھے کاموں سے تمہیں نامراد نہیں کر رہا ہوں بلکہ خراب کاموں سے نامراد کر کے تمہیں اچھے کاموں کے لئے بامراد بنانا چاہتا ہوں لہٰذا کلمہ کی بنیاد ہی لاالٰہ سے شروع ہو رہی ہے کہ دیکھو باطل خداؤں سے تعلق مت رکھنا، بُری خواہشات کو خدا نہ بنانا تب الا اللہ پاؤ گے-میرا شعر ہے ؎

کون کہتا ہے بامرادی کا
عشق ہے نام نامرادی کا

طریقہ ذکر نفی واثبات

ارشاد فرمایا کہ آج ذکر کا جو طریقہ بتاؤں اس کو خود بھی سمجھیں اور میرے جو احباب یہاں نہیں ہیں تو حاضرین غائبین کو پہنچادیں-

(۱) جب لاالٰہ کہیں تو تصور کریں کہ قلب غیر اللہ سے پاک ہو رہا ہے یعنی باطل خداؤں سے بھی اور حرام خواہشات سے بھی کیونکہ حرام خواہش بھی باطل خدا ہے-میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شکایت فرمائی کہ افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ اے نبی کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی بُری خواہش کو خدا بنائے ہوئے ہیں-جو مومن اپنی بری خواہش پر عمل کرتا ہے وہ مومن تو ہے لیکن حقیقت میں اس کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ اپنی بُری خواہش کو بھی خدا بناتا ہے اور اپنے اصلی خدا کو فراموش کرتا ہے یہ انتہائی ناشکرا اور مجرم ہے-

لاالٰہ کہتے ہوئے تھوڑا ساداہنی طرف کو جھک جائے اور تصور کرے کہ قلب دونوں قسم کے باطل خداؤں سے یعنی غیر اللہ سے بھی اور بُری خواہشوں سے بھی خالی ہو رہا ہے اور جب الا اللہ کہے تو ذرا سا بائیں طرف کو جھک جائے اور سوچے کہ اللہ کا نور قلب میں داخل ہو رہا ہے ۔

دل مرا ہو جائے اک میدان ھو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور مرے تن میں بجائے آب و گل
درد دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

اس زمانہ میں ضربیں نہ لگائیں کیونکہ قوتیں کمزور ہیں لہٰذا شیخ کو مجتہد اور محقق ہونا چاہئے، لکیر کا فقیر نہ ہونا چاہئے ۔جس زمانہ میں لوگ اتنے قوی تھے کہ ہر سال خون نکلواتے تھے اس زمانہ کے وظائف اور اذکار اگر کوئی شیخ اس زمانہ میں بتاتا ہے جو خون چڑھوانے کا زمانہ ہے تو چشم دید دیکھا ہے کہ ضربیں لگانے سے اور کثرت ذکر سے کتنوں کی گردنیں اکڑ گئیں، سر میں درد رہنے لگا اور کتنے پاگل ہو گئے ۔

لہٰذا اس زمانہ میں لمبے لمبے وظیفے نہ بتاؤ ۔۔سب سے بڑا وظیفہ اور سب سے بڑا ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کیجئے، کوئی حرکت اور کوئی فعل ایسا نہ کرو جس سے مالک ناراض ہو جائے ۔جو اللہ کو ناراض نہیں کرتا حرام سے بچتا ہے وہ سب سے بڑا ذاکر ہے، سب سے بڑا عابد ہے اگرچہ اس کی زبان ہر وقت ذکر اللہ

سے تر نہیں رہتی، اگرچہ نوافل بھی زیادہ نہیں پڑھتا- تھوڑا ساذکر کرتا ہے لیکن ہر گناہ سے بچتا ہے یہ اصلی ذاکر ہے لہٰذا لا الٰہ سے باطل خداؤں کو اور بُری خواہشات کو دونوں قسم کے غیر اللہ کو دل سے نکالئے اور الا اللہ کہتے وقت اللہ کی تجلیات کا مراقبہ کریں کہ عرش اعظم سے ایک نور کا ستون آرہا ہے جو میرے قلب سے لگا ہوا ہے جس سے اللہ کا نور میرے قلب میں داخل ہو رہا ہے- لا الٰہ کی نفی عجیب ہے کہ عرش اعظم تک جاتی ہے اور عرش اعظم سے اللہ کا نور لے کر آتی ہے- مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں ترجمان السنۃ میں فرماتے ہیں کہ لا الٰہ کی تلوار اتنی تیز ہے کہ ساتوں آسمان پار کر کے عرش اعظم تک جاتی ہے- اگر وہاں بھی اللہ کو نہ پاتی تو عرش اعظم سے آگے بڑھ جاتی لیکن وہاں تجلیات الٰہیہ دیکھ کر ٹھہر جاتی ہے-

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں کے پار ہو جائے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بے کار ہو جائے
ترے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہتے وقت یہ مراقبہ کریں کہ لا الٰہ الا اللہ ساتوں آسمان پار کر کے براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر رہی ہے اور یہ کوئی جاہلانہ تصوف نہیں مدلل بالحدیث ہے- فرمان نبوت کے مطابق تصوف کو مدلل پیش کرتا ہوں- جو تصوف قرآن و حدیث سے مدلل نہ ہو وہ تصوف ہی

نہیں - مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے - سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لا الٰہ إلا اللّٰہ لیس لہا حجاب دون اللّٰہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ میں کوئی پردہ نہیں ہے - یعنی لا الٰہ الا اللہ ساتوں آسمان پار کر کے عرش اعظم ہی تک نہیں پہنچتی رب عرش اعظم سے ملتی ہے -

آسی اسی حسرت میں جیئے اور مرے ہم
بے پردہ نظارہ ہو کبھی دیدۂ سر سے

دیدۂ دل سے تو اللہ والوں کو نظارہ نصیب ہوتا ہی ہے مگر دل بے تاب کی تمنا ہے کہ دیدۂ سر سے بھی نظارا ہو - خواجہ صاحب فرماتے ہیں -

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے
دل بے تاب کی ضد ہے ابھی ہوتی یہیں ہوتی

پھر حسرت پیکان نگہ اے دل ناداں
اب تک تو ٹپکتا ہے لہو دیدۂ تر سے

اے دل ناداں تو پھر اس تجلی خاص کی تمنا کر رہا ہے جو حالت ذکر میں وارد ہوئی تھی جس کے اثر سے ابھی تک دیدۂ تر سے لہو گر رہا ہے کہ تو دوبارہ جلوہ دیکھنا چاہتا ہے - کیا کہوں یہ اشعار میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت کیف سے پڑھا کرتے تھے جن کی خدمت میں میری زندگی کے سترہ سال گذرے ہیں -

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہیں تو سمجھ لیں کہ ہم سارے عالم سے الگ ہو گئے -

رہتے ہیں ہم جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

سوچیں کہ لاالٰہ سے سارا عالم ختم ہو گیا بس ہم ہیں اور ہمارا اللہ ہے۔

آخر میں دعا کرلیں کہ ہم نے غیر اللہ کو دل سے نکالا لیکن اے اللہ ہم سے کیا نکلے گا، ہم کمزور ہیں جس طرح کمزور بچہ ابا کو پکارتا ہے بندہ کمزور ہے تو ربا کو پکارے کہ اے میرے ربا آپ اپنی مدد بھیج دیجئے اور غیر اللہ کو ہمارے قلب سے نکال دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو روزانہ سو بار لاالٰہ الا اللہ پڑھے گا اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں تاریخ کے چاند کے مثل چمکے گا اس پر اگر کوئی کہے کہ ۱۰۰ دفعہ لاالٰہ الا اللہ پر اتنی بڑی بشارت ہے تو کوئی صرف لاالٰہ الا اللہ پڑھتا رہے اور نماز روزہ نہ کرے اور گناہوں میں مبتلا رہے تو کیا لاالٰہ الا اللہ سے پھر بھی اس کا چہرہ چمکے گا؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا کہ جو سو دفعہ لاالٰہ الا اللہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی لاج رکھتے ہوئے اس کو منہ اجالا کرنے والے اعمال کی توفیق اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے اور اس طرح قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کے مانند چمکے گا۔

ذکر اسم ذات کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کا نام لینا شروع کرو تو پہلے اللہ پر جل جلالہٗ کہنا واجب ہے۔

اب اللہ کا نام لینے کا کیا طریقہ ہے۔ میرے شیخ نے سکھایا تھا۔ آہ جب

میرا عالم شباب تھا، میں اٹھارہ سال کا تھا اور میرے شیخ ستر کے قریب تھے۔ فرمایا تھا کہ جب اللہ کہو تو ذرا کھینچ کر کہو کہ ہماری آہ بھی شامل ہو جائے اور سوچو کہ ایک زبان منہ میں ہے اور ایک زبان دل میں ہے اور منہ کی زبان اور دل کی زبان دونوں سے اللہ نکل رہا ہے۔ پھر یہ مراقبہ کرو کہ میرے جسم کا بال بال اللہ کہہ رہا ہے، اور پھر یہ مراقبہ کرو کہ میرے کمرہ کا ہر ذرّہ اللہ کہہ رہا ہے، پھر یہ مراقبہ کرو کہ سارے عالم کے درختوں کا پتہ پتہ اللہ کہہ رہا ہے اور سارے عالم کے دریاؤں کا قطرہ قطرہ اللہ کہہ رہا ہے اور سارے عالم کے صحراؤں کا ذرّہ ذرّہ اللہ کہہ رہا ہے اور سارے عالم کے ستارے چاند اور سورج بھی اللہ کہہ رہے ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا تھا کہ شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خواب میں ذکر اسم ذات کا مندرجہ بالا طریقہ سکھایا اور خواب ہی میں فرمایا کہ جو اس طرح اللہ اللہ کی ایک تسبیح پڑھ لے گا اس کو چوبیس ہزار اللہ اللہ کا فائدہ حاصل ہوگا۔

تازیانہ عبرت

ایک صاحب جو حضرت والا سے ارادت کا تعلق رکھتے ہیں مجلس میں دیر سے حاضر ہوئے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ وہ اپنا پلاٹ دیکھنے چلے گئے تھے جو انہوں نے خریدا ہے۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام آپ کو کسی اور دن کرنا چاہئے تھا۔ جب دنیا اور آخرت کا معاملہ آئے تو اس وقت دنیا کو نظر انداز کر دو کیونکہ دنیا سے ہم نکالے جائیں گے۔ اسی پلاٹ سے ہمارا خروج نہیں اخراج ہوگا ، نکلیں گے نہیں نکالے جائیں گے اور نکالنے والے کون ہوں گے؟ غیر نہیں ہوں

گے، یہی اپنے بیوی بچے ہوں گے جن کے لئے پلاٹ خریدا تھا، مکان بنایا تھا- یہی بزبانِ حال کہیں گے کہ میاں کو جلدی نکالو، ابا کو جلدی نکالو کہیں لاش سڑ نہ جائے- بتاؤ مرنے کے بعد کوئی ہمیں رہنے دے گا؟ تو جس گھر سے ہمارا خروج نہیں اخراج ہونے والا ہے جس گھر سے ہم نکالے جائیں گے اس سے اتنا زیادہ دل کیوں لگائیں- جب اللہ کا نام لیا جارہا ہو یا دین کی بات سنائی جارہی ہو تو اس وقت دنیا کو مت دیکھو کہ دنیا کدھر ہے ؎

یہاں تو ایک پیغام جنتوں پہنچا ہے مستوں کو
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

نفس کا غم روح کی خوشی کا سبب ہے

ارشاد فرمایا کہ نظر بچانے میں جو غم ہوتا ہے اس سے نہ گھبرایئے- ہمت کر کے حسینوں سے نظر بچاؤ کہ نفس غم سے کہے آہ اور روح کہے واہ- حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ سے بچنے میں نفس میں تو غم آتا ہے لیکن اسی وقت روح میں نور پیدا ہوتا ہے- اگر نفس میں ایک کلو غم آیا تو روح میں اسی وقت ایک کلو نور بن جائے گا- اور اللہ تعالیٰ قلب کو ایسی حلاوت ایمانی دے گا کہ آپ شکر ادا کریں گے کہ اے مالک یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ نے حسینوں کو پیدا کیا اور ہمیں ان سے نظر بچانے کی توفیق دی جس سے ہمارے نفس میں آپ کے راستہ کا غم آیا- دشمنوں کو یہ غم نصیب نہیں، یہ اولیاء اللہ کا غم ہے مگر اس غم کی بدولت ہمارے قلب کو آپ نے حلاوت ایمانی کا مزہ عطا فرمایا- نہ یہ حسین ہوتے نہ ہمیں نظر بچانے کی توفیق ہوتی اور نہ حلاوت

ایمانی ہمیں عطا ہوتی جس کی لذت کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی لذت ہیچ ہے حسینوں کو دیکھنے سے آنکھوں کو تو مٹھاس ملتی ہے لیکن یہ مٹھاس دل پر عذاب بن جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کی لذت دل کی مستقل کلفت بن جاتی ہے اور دل کی حلاوت ایمانی تمام اعضا کی حلاوت ایمانی کا سبب بنتی ہے کیونکہ دل سپلائر ہے۔دل ایک حوض ہے۔اگر حوض میں دودھ اور شکر اور شربت روح افزا ہے تو اس کی ٹونٹیوں سے روح افزا ہی سپلائی ہوگا۔ قلب میں جب حلاوت ایمانی ہوگی تو قلب ہی سارے اعضاء میں خون سپلائی کرتا ہے لہٰذا خون کے ساتھ ساتھ حلاوت ایمانی بھی سپلائی ہوگی اور سارے جسم کو سکون حاصل ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کا قلب و قالب سکون و اطمینان کا حامل ہوتا ہے۔

چہرہ ترجمان دل ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ چہرہ ترجمان دل ہوتا ہے۔اگر دل میں اللہ اپنی تجلیات خاصہ سے متجلی ہے تو چہرہ اللہ کا ترجمان ہوگا اس کے چہرہ کو دیکھ کر اللہ کی یاد آئے گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اذا رأو ذکر اللہ اللہ والے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں غیر اللہ ہے تو چہرہ ترجمان غیر اللہ ہوگا،دل میں اگر کفر ہے تو چہرہ ترجمان کفر ہوگا، دل میں اگر نفاق ہے تو چہرہ ترجمان نفاق ہوگا،دل میں اگر اللہ کی محبت کا درد ہے تو چہرہ ترجمان دردِ دل ہوگا اور اگر دل تجلیات الٰہیہ کا حامل ہے تو چہرہ ترجمان تجلیات الٰہیہ ہوگا۔ جو دل میں ہوگا چہرہ وہی بتائے گا۔اسی لئے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک

آدمی کو جو آپ کی مجلس میں بد نظری کر کے آیا تھا دیکھ کر فرمایا مابال اقوام یترشح من اعینهم الزنا کیا حال ہے ایسے لوگوں کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔

اس لئے کلمہ کی بنیاد ہی میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ تم لا الٰہ سے غیر اللہ کو دل سے نکال دو پھر الا اللہ سے تمہارا دل اللہ تعالیٰ کی تجلیات خاصہ سے متجلی ہوگا تو پھر سارے عالم میں تمہارا چہرہ اللہ تعالیٰ کا ترجمان ہوگا اور ہر مومن سارے عالم میں ایمان پھیلا دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے چہرہ کو دیکھ کر لوگ ایمان لاتے تھے ۔کلمہ کا یہ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بار عطا فرمایا۔ یہ میرے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عجیب عجیب نادر موتی دے رہا ہے۔

اصلی پیری مریدی اور حقیقت تصوف

۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۹۸ء بروز دوشنبہ ساڑھے چھ
بجے صبح بوقت سیر پارک سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر کراچی

ارشاد فرمایا کہ پیری مریدی حلوہ مانڈا، حلوہ پوری اور بکرا مرغی اینٹھنے کا نام نہیں ہے اور وہ پیر نہیں ہے جو مرید سے یوں کہے کہ ؎

بغل میں تو اگر مرغی نہ لایا
برابر ہے کہ تو آیا نہ آیا

اور وہ پیر نہیں ہے جس کے آنے پر چاروں طرف دیگیں کھڑکنے لگیں اور جس کی آمد کی خبر سے مرغوں کا یہ حال ہو ؎

سارے مرغے یہ خبر سن کے سہم جاتے ہیں
جب وہ سنتے ہیں کہ بستی میں کوئی پیر آیا

یہ دونوں میرے ہی شعر ہیں جو میں نے جعلی پیروں کے لئے کہے ہیں۔ پیری مریدی جو بدنام ہوئی ہے وہ جعلی پیروں کی وجہ سے ہوئی ہے جنہوں نے چند وظیفے بتا کر اپنا حلوہ مانڈا سیدھا کیا جو جانتے ہی نہیں کہ تقویٰ کیا ہے، اللہ کی محبت کیا ہے، اللہ کا خوف کیا ہے۔ جو خود محروم ہو وہ مریدوں کو کیا سکھا سکتا ہے اور مرید وہ نہیں جو اللہ کو چھوڑنے والے کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلنے والے کا مرید بنا ہوا ہے اور اللہ اس کے دل میں مراد نہیں ہے۔

پھر اصلی پیری مریدی کیا ہے؟ اصلی مرید وہ ہے جو اللہ کو اپنا مراد بنائے، جس کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہو، یریدون وجہه کا مصداق ہو۔ اگر اصلی مرید ہے تو غیر اللہ کا عاشق نہیں ہو سکتا اور اصلی پیر وہ ہے جو خود بھی بالغ منزل یعنی اللہ والا ہو اور مرید کو اس کی منزل مراد یعنی اللہ تک رہنمائی کرے اور غیر اللہ سے اس کے ہوش و حواس کی ہوش ربائی کرے کہ وہ غیر اللہ سے بے خبر اور اللہ سے باخبر ہو جائے یعنی غیر اللہ کو مرید کے دل سے نکالنے کی کوشش و تدابیر سے مرید کو اللہ تک پہنچانے کا سامان رسائی کرے اور اپنی آہ و فغاں درد دل اور صدائے عشق و محبت سے اس کی دلکشائی کرے یعنی مرید کے دل میں بھی اللہ کی محبت کی آگ لگانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے درد دل سے اشکبار ہوتا ہو۔ اصلی پیری مریدی یہ ہے کہ مرید بھی اللہ والا بننے کے لئے جان کی بازی لگا رہا ہو، اور پیر خود بھی بالغ منزل ہو اور اللہ پر جان دے رہا ہو اور اپنے مریدوں کو بھی

اللہ تک پہنچانے کے لئے اپنی جان گھلا رہا ہو، اکیلے نہ بھاگا جا رہا ہو – وہ راہبر جو اکیلے بھاگا جا رہا ہے اور اپنے رفیقوں کو نظر انداز کر رہا ہے وہ راہبر نہیں ہے – راہبر وہ ہے جو راہرو کا بھی خیال کرے – خود بھی اللہ کے راستہ پر چلے اور اپنے ساتھیوں کو بھی چلانے کے لئے بے چین ہو اور درد بھرے دل اور اشکبار آنکھوں سے اللہ کے حضور میں دعائیں بھی کرتا ہو –

اڑا دیتا ہوں اب بھی تار تار ہست و بود اصغر
لباس زہد و تقویٰ میں بھی عریانی نہیں جاتی
یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستوں کو
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

خام مال

آج دوپہر ایک صاحب کو فون پر یہ نصیحت فرمائی کہ جو لوگ نظر کی حفاظت نہیں کرتے ہمیشہ خام مال رہتے ہیں جیسے کچا کباب خود بھی بے مزہ ہوتا ہے اور جو کھاتا ہے وہ بھی تھو تھو کرتا ہے – ان کی نسبت مع اللہ ہمیشہ کمزور رہتی ہے، نہ ان کو خود حلاوت ایمانی کا مزہ ملتا ہے نہ دوسروں کو ان سے فیض ہوتا ہے – اپنے خسارہ کا احساس ان کو مرتے وقت ہوگا جب وہ اللہ کے پاس اللہ سے محروم ہو کر جائیں گے اور جو لوگ نظر کی حفاظت کرتے ہیں وہ جب اللہ کے پاس جائیں گے تو اللہ کو ساتھ لے کر جائیں گے –

عارضی چراغ سے ایک دائمی چراغ جلالیجئے

ہر دوشنبہ کو بعد مغرب مسجد اشرف گلشن اقبال میں دینی اجتماع ہوتا ہے - آج حضرت والا دامت برکاتہم کے بیان کے دوران اچانک بجلی چلی گئی لیکن جنریٹر کے چلنے سے فوراً ہی روشنی آگئی - اس پر ارشاد فرمایا کہ مولانا رومی نے اسی کے متعلق فرمایا کہ ؎

باد تند است و چراغ ابترے
زو بگیرانم چراغ دیگرے

موت کی آندھی چل رہی ہے اور زندگی کا چراغ بہت کمزور ہے ؎

موت کی تیز و تند آندھی میں
زندگی کے چراغ جلتے ہیں

زندگی کا یہ چراغ کسی وقت بھی بجھ سکتا ہے لہٰذا کوشش کر کے اس عارضی چراغ سے دل میں اللہ کے نور کا ایک دوسرا چراغ جلالو تاکہ جب زندگی کا یہ چراغ بجھے تو اللہ کے نور کا وہ چراغ دل میں روشن ہو جائے جیسی بجلی کے جاتے ہی جنریٹر سے روشنی پیدا ہو گئی -

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ والے اس عارضی زندگی میں اعمال صالحہ اور اجتناب عن المعاصی کے مجاہدات سے دل میں اللہ کی محبت اور نسبت کا ایک دوسرا چراغ جلالیتے ہیں لہٰذا جب موت آتی ہے اور زندگی کا یہ عارضی چراغ بجھتا ہے تو ان کے دل میں اللہ کے نور کا وہ چراغ روشن ہو جاتا ہے ؎

رنگ طاعت رنگ تقویٰ رنگ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

اللہ کی محبت و عبادت کا نور، تقویٰ کا نور اور دین کا نور اللہ والوں کی جانوں میں ہمیشہ باقی رہتا ہے۔

اور جو لوگ زندگی کے عارضی چراغ سے ہی مست رہتے ہیں اور اس گاڑھے وقت کے لئے دل میں اللہ کے نور کا وہ چراغ نہیں جلاتے تو موت کی آندھی جب ان کے چراغ کو بجھاتی ہے تو اندھیروں میں غرق ہو جاتے ہیں اور اس وقت پچھتاتے ہیں کہ کاش اللہ کی محبت کا کوئی ٹمٹماتا ہوا چراغ ہی اپنی جان میں روشن کر لیا ہوتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

رنگ شک و رنگ کفران و نفاق
تا ابد باقی بود بر جان عاق

شک اور کفر اور نفاق کے اندھیرے ان محروم جانوں پر ہمیشہ کے لئے مسلط ہو جاتے ہیں۔

خیانت صدر پر خیانت عین کی تقدیم کے اسرار

۲۰ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۹۸ء بروز منگل بعد فجر خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

ارشاد فرمایا کہ خیانت عین کو خیانت صدر پر مقدم فرمایا جبکہ آنکھوں سے دل زیادہ اہم ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ خیانت عین سبب ہے خیانت صدر کا۔ پہلے آنکھ خراب ہوتی ہے پھر دل خراب ہوتا ہے۔ اگر بد نظری نہ کرے تو دل

گندے خیالات سے محفوظ رہے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پہلے سبب بیان فرمایا اور بعد میں مسبب تاکہ جب سبب ہی نہ ہوگا تو مسبب کا ترتب نہ ہوگا یعنی جو نگاہ کی حفاظت کرلے گا تو اس کا قلب بھی خیانت سے محفوظ رہے گا اور تیسرے یہ کہ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سمایا لیکن مومن کے قلب میں آجاتا ہوں یعنی باعتبار تجلیات خاصہ کے۔اور بدنظری سے دل اس قابل نہیں رہتا کہ حق تعالیٰ اس میں اپنی تجلیات خاصہ سے متجلی ہوں۔جب ایک گندے مکان میں آپ کسی معزز مہمان کو نہیں ٹھہراتے اور کوئی لطیف المزاج کسی گندے مکان میں ٹھہرنا پسند نہیں کرتا تو لطیف حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہیں وہ گندے قلب کو اپنی جلوہ گاہ نہیں بناتے۔اس خسران عظیم کا سبب خیانت عین ہے لہٰذا اسکو مقدم فرمایا تاکہ اس سے بچنے کا بندے خاص اہتمام کریں۔

آیت فسبح بحمد ربك کے لطائف عجیبہ

ارشاد فرمایا کہ و لقد نعلم انك یضیق صدرك بما یقولون کے بعد فسبح بحمد ربك کا راز جو اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا یہ شاید آپ کسی کتاب میں نہیں پائیں گے، نہ کہیں میری نظر سے گذرا۔اس علم میں شاید اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص فرمایا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کافر جو آپ کی شان میں بکواس کررہے ہیں، کوئی جادوگر کہہ رہا ہے، کوئی کاہن کہہ رہا ہے، کوئی مجنون کہہ رہا ہے جس سے آپ کا سینہ غم سے گھٹ رہا ہے لہٰذا اس غم کا علاج کیا ہے؟ فسبح آپ اپنے رب کی پاکی بیان

کیجئے کہ آپ کا رب پاک ہے اس عیب سے کہ وہ کسی پاگل اور جادوگر اور کاہن کو نبوت دے دے۔اس کے بعد بحمد ربك فرمایا کہ تسبیح کے ساتھ اپنے رب کی حمد بھی بیان کیجئے کہ جس نے آپ کو نبی بنایا ہے، ہم نے آپ کو نبوت عطا کی ہے اس پر ہمارا شکر کیجئے کہ آپ اصلی نبی ہیں اور ربك فرمایا کہ جو کچھ غم آپ کو پہنچ رہا ہے وہ ہماری شان ربوبیت کے تحت ہے، اس میں ہماری ادائے تربیت خواجگی شامل ہے اور جس طرح باپ اپنی اولاد کو ناقص غذا دے کر ہلاک نہیں کر سکتا ہم تو اصلی پالنے والے ہیں ہم کسی پاگل یا جادوگر وغیرہ کو نبوت کیسے دے سکتے ہیں کہ وہ امت کو تباہ کر دے لہذا آپ کو سید الانبیاء بنا کر قیامت تک آنے والی امت کے لئے کامل روحانی غذا کا انتظام کیا ہے۔

جو کچھ معروض ہے یہ لطائف قرآنیہ سے ہے تفسیر نہیں ہے۔

زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

بچا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

ندامت تجھ پہ ہو رحمت خدا کی
دلا دی مغفرت رب جہاں سے

تو کر لے خوش غذائے گلستاں کو
نہیں پالا پڑے گا پھر خزاں سے

وہ چھا جاتا ہے ہر اہل لغت پر
بیاں کرتا ہے جو دردِ نہاں سے

اگر مطلوب ہے دردِ محبت
تعلق کر گروہ عاشقاں سے

ہزاروں غم اٹھا کر جانِ سالک
مقرب ہو گئی مولائے جاں سے

سنو پیغام اخترؔ گوشِ دل سے
فدا ہو تم خدا پر قلب و جاں سے